تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ

اور اس کی ہیئت وکیفیت

تالیف
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی
شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام

مکتبۃ الفہیم
مئو ناتھ بھنجن یوپی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

تشہد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ اور اس کی ہیئت وکیفیت

تالیف

شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی

سابق شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

نام کتاب : تشہد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ اوراس کی ہیئت وکیفیت

تالیف : شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی

طابع وناشر : مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو

سال اشاعت : ستمبر ۲۰۱۲ء

صفحات : 56

قیمت :

باہتمام

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، وأشهد ان لا اله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد ان محمدا عبده ورسوله، اما بعد

زیرنظر رسالہ کے ترتیب کی تقریب یہ ہوئی کہ ناچیز کے ایک رسالہ ''رکوع کے بعد قومہ میں ارسال یدین نہ کہ وضع یدین'' کے دوسرے اضافہ شدہ ایڈیشن کے لئے مکتبہ الفہیم، مئو نے کتابت کرائی تو فرمہ کی تکمیل کے لئے چار چھ صفحات کے مواد کی کمی پڑ گئی، اصحاب مکتبہ نے فرمہ کی تکمیل کے لئے مجھ سے کچھ لکھ دینے کی خواہش ظاہر فرمائی، اور مشورہ دیا کہ ''تشہد میں انگشت شہادت کو حرکت دینے نہ دینے سے متعلق کچھ لکھ دیں'' اسے ضمیمہ کے طور پر آخر رسالہ میں ملحق کر دیا جائے گا، یہ ماہ گزشتہ اپریل ۲۰۱۲ء کے اوائل کی بات ہے، مشورہ مناسب معلوم ہوا، لیکن اس سلسلہ کی حدیثوں کی جمع وترتیب کے بعد موضوع سے متعلق ان احادیث سے مستفاد مسائل پر تحریر نے ایک رسالہ کی شکل اختیار کر لی، وہی ''تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ اور اس کی ہیئت وکیفیت'' کے نام سے ناظرین کے سامنے ہے۔

اس رسالہ کے جو مباحث ہیں ان سب پر مشتمل کوئی مستقل رسالہ اردو یا عربی زبان میں بروقت مجھے دستیاب نہیں ہے۔ نہ ایسا کوئی رسالہ میری نظر سے گزرا ہے۔ رسالہ ھذا میں مذکورہ مسائل اگرچہ نماز کے سنن وآداب میں سے ہیں، نہ کہ واجبات میں سے لیکن تاکید نبوی "صلو کما رأیتمونی اصلی" (نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھا ہے) کا تقاضا ہے کہ نماز کے فرائض وواجبات کے

ساتھ اس کے صحیح سنن وآداب کو بھی جانا جائے اور نماز میں ان سب کا بھی اہتمام کیا جائے اس لئے ان جزئی مسائل پر کچھ لکھنا بھی خالی از فائدہ نہیں ہے۔

عربی زبان ومحاورہ میں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے الگ الگ نام ہیں جو چھنگلی یعنی چھوٹی انگلی کی طرف سے بالترتیب یہ ہیں: خنصر، بنصر، وسطی، سبابہ اور ابہام۔عربوں کے یہاں انگوٹھا کے بغل والی انگلی سبابہ کے نام سے موسوم ومعروف ہے، جس کا لفظی معنی ہے ''سب وشتم کرنے والی'' کیونکہ قدیم عرب جھگڑے اور کسی کو سب وشتم کرنے اور گالی دینے کے لئے اس انگلی سے اشارہ کرتے تھے، اس انگلی کا دوسرا نام گویا تبدیل شدہ اسلامی نام ''مسبحہ اور سباحہ'' (تسبیح والی انگلی) ہے اردو زبان اور ہمارے محاورہ واستعمال میں اس انگلی کو ''انگشت شہادت'' اور کلمہ والی انگلی'' کہا جاتا ہے متعلقہ احادیث میں عموما اس کا معروف عربی نام ''سبابہ'' وارد ہوا ہے، میں نے اپنی زبان اور اپنے محاورہ واستعمال کے پیش نظر ہر جگہ اس کا ترجمہ ''انگشت شہادت'' سے کیا ہے تا کہ سمجھنے میں آسانی رہے اور کوئی اشتباہ نہ ہو۔

اصحاب مکتبہ الفہیم، مئو بار بار شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہی اس رسالہ کی ترتیب کے بھی محرک ہیں اور وہی اس کے ناشر بھی ہیں، فشکر اللہ سعیھم وجزاھم خیر الجزاء اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالہ کو بھی لوگوں کے لئے مفید بنائے، آمین، اور اہل علم سے التماس ہے کہ وہ اس رسالہ میں واقع میری غلطیوں اور خامیوں کی اصلاح فرمادیں اور مجھے بھی اس سے مطلع فرمائیں۔ممنون ہوں گا۔

۲۵/ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۳ھ — محفوظ الرحمٰن فیضی

۱۷/ مئی ۲۰۱۲ء — مئوناتھ بھنجن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

صلوٰۃ کے واجبات میں سے ایک قعدۂ تشہد وتشہد ہے، جو ثنائی صلوٰۃ میں ایک اور ثلاثی ورباعی صلوۃ میں دو ہوتا ہے پہلا دوسری رکعت کے آخر میں اور دوسرا (ثلاثی صلوۃ میں) تیسری رکعت کے آخر میں اور (رباعی صلوۃ میں) چوتھی رکعت کے آخر میں، پہلا سنت موکدہ یا بلفظ دیگر واجب ہے، اور آخری ہر صلوۃ میں ثنائی ہو کہ ثلاثی ورباعی فرض اور رکن ہے۔

اور تشہد کے سنن وآداب میں سے ایک سنت ''انگشت شہادت سے اشارہ کرنا ہے'' یہ اشارہ اور اس کی ہیئت وکیفیت بکثرت احادیث صحیحہ میں وارد ہے، جو بہت سے صحابہ کرام عبداللہ بن الزبیر، عبداللہ بن عمر، وائل بن حجر، ابوہریرہ، ابوحمید ساعدی، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عباس، عبدالرحمٰن بن ابزی، خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہم سے اکثر معروف ومتداول کتب حدیث موطا مالک صحیح مسلم، مسند احمد، سنن اربعہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، طحاوی، دارقطنی، بیہقی، مستدرک حاکم وغیرہ میں مروی ہیں۔ (۱) ذیل میں ان حدیثوں کو فی الجملہ صحیح مسلم، اور سنن اربعہ سے نقل کرنے اور ان کے حوالہ پر اکتفا کیا گیا ہے، آخر میں دوتین حدیثیں بعض دوسری کتب حدیث سے بھی نقل کی گئی ہیں، اور پھر ان سب احادیث کی روشنی میں اشارہ کی مختلف کیفیات وھیأت جو ان حدیثوں میں وارد ہیں بیان کی گئی ہیں، طویل حدیثوں سے صرف متعلقہ حصہ ذکر کیا گیا ہے، پوری حدیث نقل نہیں کی گئی ہے۔ ایسا بغرض اختصار، اور تکرار وتطویل سے بچنے کے لئے کیا گیا ہے۔

(۱) صحیح بخاری میں اس اشارہ سے متعلق کوئی حدیث مجھے نہیں ملی، نہ ہی کسی کے کلام میں اس کا حوالہ ملا۔

احادیث اشارہ

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما:

(۱) عن عبدالله بن الزبير رضى الله عنهما قال كان رسول الله ﷺ اذا قعد فى الصلوٰة وضع يده اليسرى على ركبته اليسرى، ووضع يده اليمنى على فخذه اليمنى واشار باصبعه۔

(صحیح مسلم ۱۱۹۲، نووی: باب صفة الجلوس فى الصلوة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ابوداؤد ۹۸۸، وفيه : وارانا عبدالواحد واشار بالسبابة)

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں قعدۂ (تشہد) فرماتے تو...... بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کو داہنی ران پر رکھتے (۲) اور انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے۔

(۲) عن عبدالله بن الزبير رضى الله عنه قال كان رسول الله ﷺ اذا قعد يدعو وضع يده اليمنى على فخذه اليمنى، ويده اليسرى على فخذه اليسرى، واشار باصبعه السبابة، و وضع ابهامه على اصبعه الوسطى، ويلقم كفه اليسرى ركبته۔ (صحیح مسلم ۱۱۹۳)

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعائے تشہد کے لئے قعدہ فرماتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر، اور بائیں

---

(۲) بعض حدیثوں میں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھنے کا ذکر ہے، اور بعض میں رانوں پر رکھنے کا ذکر ہے، اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ نبی ﷺ ہاتھوں کو گھٹنے اور ران کے ملتقی اور جوڑ پر رکھتے تھے چنانچہ بعض روایات میں یکجا گھٹنہ اور ران دونوں پر رکھنا مذکور ہے (ملاحظہ ہو حدیث نمبر۔۱۶) اس لئے اسے گھٹنے پر رکھنے سے تعبیر کرنا بھی درست ہے، اور ران پر رکھنے سے تعبیر بھی درست ہے، یہ کوئی مختلف ومتعارض صورت نہیں ہے۔

ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے، اور انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے، اور اپنا انگوٹھا بیچ والی انگلی پر رکھتے، اور بائیں ہتھیلی کو بایاں گھٹنہ دیتے۔

(۳) عن عبدالله بن الزبير رضى الله عنه قال كان رسول الله ﷺ اذا جلس فى الثنتين او الاربع يضع يديه على ركبتيه، ثم اشار باصبعه۔

(سنن نسائی ۱۱۶۱) صحیح

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعت پر، یا چار رکعت پر بیٹھتے (قعدہ تشہد فرماتے) تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے، اور اپنی انگشت (شہادت) سے اشارہ فرماتے۔

(۴) عن عبدالله بن الزبير رضى الله عنه كان اذا قعد فى التشهد وضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى، واشار بالسبابة، لايجاوز بصره اشارته۔ (سنن النسائی ۱۲۷۵، سنن ابوداؤد ۹۹۰) حسن صحیح

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں قعدہ فرماتے تو اپنی بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے، اور (داہنے ہاتھ کی) انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے اور اپنی نگاہ اپنے اشارہ سے ہٹاتے نہیں۔

(۵) قال ابن جريج اخبرنى زياد عن محمد بن عجلان عن عامر بن عبدالله بن الزبير انه ذكر ان النبى ﷺ كان يشير باصبعه اذا دعا ولا يحركها۔ (سنن النسائی ۱۲۷۰، سنن ابوداؤد ۹۸۹) حسن صحیح

(۶) قال ابن جريج وزاد عمرو (بن دينار) قال اخبرنى عامر بن عبدالله بن الزبير عن ابيه انه رأى النبى ﷺ يدعو كذلك، ويتحامل بيده اليسرى على رجله اليسرى۔ (سنن النسائی ۱۲۷۰، سنن ابوداؤد ۹۸۹) صحیح

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ انگشت شہادت سے اشارہ کرتے جب دعا فرماتے، اور اس کو حرکت نہیں دیتے تھے۔

ابن جریج نے کہا: عمرو بن دینار، نے اتنا زیادہ کیا کہ مجھے خبر دی عامر بن عبداللہ بن الزبیر نے کہ عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسی طرح دعا کرتے تھے (یعنی انگلی کو حرکت دیئے بغیر۔ بذل المجہود ج ۲ ص ۱۲۷) اور بایاں ہاتھ بائیں پاؤں (یعنی گھٹنے) پر مضبوطی سے رکھتے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

(۷) عن ابن عمر ان النبی ﷺ کان اذا جلس فی الصلاۃ وضع یدیه علی رکبتیه ورفع اصبعه الیمنی التی تلی الابهام فدعا بها، ویده الیسری علی رکبته الیسری باسطها علیها۔ (صحیح مسلم ۱۱۹۴)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں (قعدۂ تشہد کے لئے) بیٹھتے تو اپنا دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے، اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت کو جو انگوٹھے کے پاس ہے اٹھاتے اور اس سے دعا کرتے، اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر کھلا رکھتے، (یعنی دائیں ہاتھ کی طرح بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو سمیٹتے اور بند نہیں رکھتے تھے)

(۸) عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ کان اذا قعد فی التشهد وضع یده الیسری علی رکبته الیسری ووضع یده الیمنی علی رکبته الیمنی، وعقد ثلاثة وخمسین واشار بالسبابة۔ (صحیح مسلم ۱۱۹۵)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں قعدہ فرماتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے، اور داہنا ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے، اور

۵۳ کی گرہ لگاتے اور انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے۔(۵۳ کی گرہ تشریح پرص ۲۶)

(۹) عن عبدالله ابن عمر ...... قال كان رسول الله ﷺ اذا جلس فى الصلاة وضع كفه اليمنى على فخذه اليمنى، وقبض اصابعه كلها، واشار باصبعه التى تلى الابهام، ووضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى۔

(صحیح مسلم ۱۱۹۶، سنن ابوداؤد ۹۸۷، سنن النسائی ۱۲۲۶ و ۱۲۶۷، موطا مالک (باب العمل فی الجلوس فی الصلوٰۃ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں (تشہد کے لئے) بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی داہنی ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور اس انگلی سے اشارہ فرماتے جو انگوٹھے کے پاس ہے (یعنی انگشت شہادت سے) اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے۔

(۱۰) عن عبدالله ابن عمران رسول الله ﷺ كان اذا جلس فى الصلاة وضع يديه على ركبتيه ورفع اصبعه التى تلى الابهام اليمنى ويدعو بها، ويده اليسرى على ركبته باسطها عليها۔

(جامع ترمذی ۲۹۴، سنن ابن ماجہ ۹۱۳) صحیح

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں (تشہد کے لئے) بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور انگوٹھے کے پاس والی انگشت (شہادت) کو اٹھاتے اس سے دعا کرتے اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گھٹنے پر کھلا رکھتے۔

(۱۱) عن عبدالله ابن عمر قال إصنع كما كان يصنع رسول الله ﷺ ...... فوضع يده اليمنى على فخذه اليمنى واشار باصبعه التى تلى الابهام

فی القبلة، ورمی ببصره الیها، ثم قال ھٰکذا رأیت رسول الله ﷺ یصنع۔
(سنن النسائی ۱۱۶۰) حسن صحیح

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایسے کیا کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے...... چنانچہ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھا اور انگوٹھے کے پاس والی انگلی (یعنی انگشت شہادت) سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا، اور اپنی نگاہ کو اس پر جمائے رکھا، پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس طرح کرتے تھے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ:

(۱۲) عن وائل بن حجر قال أتیت رسول الله ﷺ فرأیته ...... اذا جلس فی الرکعتین اضجع الیسری ونصب الیمنی ووضع یده الیمنی علی فخذه الیمنی ونصب اصبعه للدعاء، ووضع یده الیسری علی فخذه الیسری......، (سنن نسائی ،۱۱۵۹) صحیح

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے دیکھا...... کہ آپ نے جب دو رکعتوں پر قعدہ فرمایا تو بایاں پاؤں بچھایا اور دایاں کھڑا رکھا، اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھا، اور اپنی انگشت (شہادت) کو کھڑی کیا اشارہ کیا دعا کے لئے۔ اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا۔

(۱۳) عن وائل بن حجر قال قلت لأنظرن الی صلوٰة رسول الله ﷺ کیف یصلی...... فافترش رجله الیسری ووضع یده الیسری علی فخذه الیسری، وحد مرفقه الایمن علی فخذه الیمنی، وقبض ثنتین وحلق ورأیته یقول ھکذا۔ واشار بالسبابة من الیمنی، وحلق الابهام والوسطیٰ (سنن نسائی :۱۲٦۵۔ وسنن ابوداؤد:۷۲٦، ۹۵۷) بطریق بشر بن

المفضل عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر ۔ نیز ابوداؤد (۷۲۷) بطريق زائده عن عاصم بن كليب باسناده ومعناه...... (۳) صحیح۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں،...... چنانچہ (میں نے دیکھا کہ) آپ قعدہ تشہد میں بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ، بائیں ران پر رکھا، اور (داہنے ہاتھ کی) دو انگلیوں کو بند کر دیا (یعنی چھنگلی اور اس کے پاس والی انگلی) اور انگوٹھے اور بیچ والی انگلی سے حلقہ (دائرہ) بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

(۱۴) عن وائل بن حجر أنه رأى النبي ﷺ جلس في الصلوة فافترش رجله اليسرى ووضع ذراعيه على فخذيه واشار بالسبابة يدعو بها (سنن النسائي: ١٢٦٤) صحيح

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں (قعدۂ تشہد کے لئے) بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا، دعا کرتے ہوئے۔

(۱۵) عن وائل بن حجر قال رأيت النبي ﷺ قد حلق الابهام والوسطى ورفع التي تليها يدعو بها في التشهد۔

(سنن ابن ماجة: ٩١٢) صحيح

(۳) واضح رہے کہ ابوداؤد کی ان تینوں روایتوں میں سے کسی میں بھی "فرأيته يحركها ويدعوبها" (یعنی انگشت اشارہ کو حرکت دینے) کا ذکر نہیں ہے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے انگوٹھے اور بیچ والی انگلی سے حلقہ (دائرہ) بنایا اور ان دونوں سے ملی انگلی (یعنی انگشت شہادت) کو اٹھایا (اشارہ کیا) تشہد میں دعا کرتے ہوئے۔

(۱۶) عن وائل قال قلت لأنظرن الى صلوة رسول الله ﷺ كيف يصلي؟ فنظرت اليه، فوصف، قال: ثم قعد وافترش رجله اليسرى ووضع كفه اليسرى على فخذه وركبته اليسرى وجعل حد مرفقه الايمن على فخذه اليمنى، ثم قبض ثنتين من اصابعه وحلق حلقة، ثم رفع اصبعه، فرأيته يحركها يدعو بها۔(سنن النسائى :۸۸۹ و ۱۲۶۸) (٤) صحيح

حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں، چنانچہ میں نے دیکھا...... آپ ﷺ نے قعدہ (تشہد) کیا تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ران اور اپنے بائیں گھٹنے پر رکھا، اور داہنے ہاتھ کی کہنی اپنے داہنی ران پر رکھی، پھر داہنے ہاتھ کی) انگلیوں میں سے دو انگلیوں (چھنگلی اور اس کے پاس والی انگلی) کو

---

(۴) صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کے لئے ابوداؤد کا حوالہ دیا ہے، "رواہ ابوداؤد" اور اسے تمام شارحین مشکوٰۃ نے بھی برقرار رکھا ہے علامہ البانی کی تحقیق سے شائع شدہ مشکوٰۃ میں بھی یہ حوالہ برقرار ہے، بلکہ موصوف نے تعلیق میں حدیث نمبر کی بھی نشاندہی کی ہے یعنی (۷۲۶ و ۷۲۷) مگر سنن ابوداؤد میں ان نمبروں کی حدیثوں میں یہ لفظ "فرأيته يحركها يدعوبها" مجھے نہیں ملا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ لفظ بہ طریق زائدہ عن عاصم بن کلیب...... مروی حدیث وائل میں وارد اور ثابت ہے، چنانچہ یہ حدیث بلفظ "فرأيته يحركها يدعوبها" سنن نسائی کے علاوہ مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، سنن کبری بیہقی وغیرہ میں بھی مروی ہے، لیکن ابوداؤد میں یہ لفظ بہ طریق زائدہ مروی حدیث میں بھی موجود نہیں ہے اسی لئے میں نے یہاں ابوداؤد کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

بند کرلیا اور (انگوٹھا اور بیچ والی انگلی سے) دائرہ بنایا، پھر انگشت شہادت کو اٹھایا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا انگشت شہادت کو حرکت دیتے ہوئے، اس سے دعا کرتے ہوئے۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ:

(۱۷) اجتمع ابوحميد الساعدی وابواسيد و سهل بن سعد ومحمد بن مسلمه فذكروا صلوٰة رسول الله ﷺ فقال ابوحميد أنا اعلمكم بصلوة رسول الله ﷺ ...... ان رسول الله ﷺ جلس يعني للتشهد فافترش رجله اليسرى واقبل بصدره اليمنى على قبلته، ووضع كفه اليمنى على ركبته اليمنى، وكفه اليسرى على ركبته اليسرى واشار باصبعه، يعني السبابة (جامع ترمذی:۲۹۳، سنن ابوداؤد:۳٤) صحيح

حضرت ابوحمید ساعدی، حضرت ابواسید، حضرت سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم ایک مجلس میں جمع تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابوحمید ساعدی نے کہا رسول اللہ ﷺ کی نماز میں آپ سب لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں (پھر انھوں نے لوگوں کے مطالبہ پر نماز نبوی کی کیفیت بیان فرمائی، اور اس میں قعدۂ تشہد کی یہ کیفیت بیان کی، فرمایا) بیشک رسول اللہ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا، اور داہنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ موڑ دیا، اور اپنی داہنی ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر رکھا، اور بائیں ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر رکھا، اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ:

(۱۸) عن ابی هريرة ان رجلا كان يدعو باصبعيه فقال رسول الله ﷺ:

أحد، أحّد (سنن النسائی:۱۲۷۲، جامع ترمذی:۳۵۵۷) صحیح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص (قعدۂ تشہد میں) دعا کر رہا تھا، دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک انگلی سے، ایک انگلی سے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

(۱۹) عن سعد قال مر علیّ رسول الله ﷺ وأنا ادعو باصابعی، فقال: أحّد، أحّد (سنن النسائی:۱۲۷۳) صحیح

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گذرے اور میں (نماز کے اندر قعدۂ تشہد میں) اپنی انگلیوں سے اشارہ کئے ہوئے دعا کر رہا تھا، تو آنحضرت نے فرمایا: ایک انگلی سے، ایک انگلی سے۔

نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ:

(۲۰) عن نمیر الخزاعی رضی الله عنه قال رأیت النبی ﷺ واضعا ذراعه الیمنی علی فخذه الیمنی رافعا اصبعه السبابة وقد احناها شیئا وهو یدعو۔ (سنن ابوداؤد:۹۹۱، سنن النسائی: ۱۲۷٤) قال العلامة الألبانی: منکر بزیادة الإحناء وبغیرها صحیح

حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ نبی ﷺ اپنے داہنے ہاتھ کو اپنی داہنی ران پر رکھے ہوئے ہیں اور (تشہد میں) دعا کرتے ہوئے اپنی انگشت شہادت کو اٹھائے ہوئے اور تھوڑا جھکائے ہوئے ہیں۔

اس حدیث میں یہ لفظ "وقد احناها شیئاً" (کہ انگشت اشارہ کو تھوڑا

جھکائے ہوئے) بہ سند صحیح ثابت نہیں ہے، بقیہ حدیث صحیح ہے۔

(۲۱) عن نمیر الخزاعی قال رأیت رسول اللہ ﷺ واضعا یدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی فی الصلوۃ واشار باصبعہ۔ (سنن النسائی: ۱۲۷۱، سنن ابن ماجہ: ۹۱۱) صحیح

حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز میں اپنے داہنے ہاتھ کو اپنی داہنی ران پر رکھے ہوئے تھے، اور اپنی انگشت (شہادت) سے اشارہ فرمایا۔

خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ:

(۲۲) عن خفاف بن ایماء الغفاری قال کان رسول اللہ ﷺ اذا جلس فی آخر صلوتہ یشیر باصبعہ السبابۃ، وکان المشرکون یقولون یسحربھا، وکذبوا ولکنہ التوحید۔ (رواہ الطبرانی، وقال الھیثمی: رجالہ ثقات (مجمع الزوائد: ۲/ ۱۴۰)

(۲۳) وفی روایۃ عنہ انہ قال: انما کان رسول اللہ ﷺ یصنع ذلک یوحد بھا ربہ عزوجل۔ (مسند احمد/ الفتح الربانی ج٤ ص۱۲/ ۷۱۶)

حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب آخر صلوٰۃ میں (یعنی تشہد کے لئے) قعدہ فرماتے تو اپنی انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے۔ مشرکین کہتے تھے کہ آپ اس سے جادو کرتے ہیں۔ جھوٹ کہا ان مشرکین نے۔ رسول اللہ ﷺ تو اس سے توحید الٰہی، اپنے رب عزوجل کی وحدانیت کا اشارہ فرماتے تھے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

(۲۴) عن ابن عباس ان رسول اللهﷺ قال هكذا الاخلاص يشير باصبعه التي تلي الابهام (سنن كبرى بيهقي: ج٢ ص١٣٢)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا یہ ہے اخلاص کہ انگوٹھے کے بغل والی انگلی (یعنی انگشت شہادت) سے اشارہ کرے۔

عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ:

(۲۲) عن عبدالرحمن بن ابزى قال كان النبي ﷺ يقول في صلوته هكذا، واشار باصبعه السبابة۔ (رواه الطبراني في الكبير، قال الهيثمي في مجمع الزوائد :١٤٠/٢ لم يروه عنه غير منصور بن المعتمر۔ قلت هو من رجال الستة)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نماز میں اس طرح کرتے تھے اور پھر انھوں نے اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’طوالع الانوار شرح درمختار‘‘ میں لکھا ہے کہ تشہد میں انگلی اٹھانے سے متعلق ستائیس اٹھائیس صحابہ سے روایات مروی ہیں۔ ملا علی قاری نے بھی (اپنے رسالہ ”تزئين العبارة بتحسين الاشاره“ میں) ایسا ہی لکھا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج۱ ص۵۰۶)

☆☆☆

مباحثِ متعلقہ اشارہ

(۱) اشارہ کی مشروعیت:

ان احادیث صحیحہ کثیرہ سے (جو بقول ملا علی قاری حد تواتر معنوی کو پہونچی ہوئی ہیں) نماز کے اندر تشہد میں اپنے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کا ثبوت ہوتا ہے، اورس امر کی مشروعیت و مسنونیت ثابت ہوتی ہے کہ تشہد میں انگشت شہادت کو جانب قبلہ مرفوع و منصوب رکھا جائے اور اس طرح اس سے اللہ عزوجل کی وحدانیت اور توحید کا اشارہ کیا جائے، چنانچہ جمہور علمائے خلف وسلف اس کے استحباب پر متفق ہیں،

شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''اسی پر عمل ہے تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ اربعہ ودیگر تمام محدثین متقدمین ومتاخرین کا۔ کسی اہل علم سے اس مسئلہ میں خلاف منقول نہیں ہے۔ اور جو بعض کتب فقہ حنفیہ میں اس کی کراہیت منقول ہے وہ مردود ہے قابل اعتبار نہیں ہے، اور ہرگز اس کی کراہیت بسند صحیح امام ابوحنیفہ تک نہیں پہونچی بلکہ امام محمد جو شاگرد رشید امام صاحب کے ہیں موطا میں حدیث عبداللہ بن عمر (اذا جلس فی الصلوٰۃ وضع کفه الیمنی علی فخذه الیمنی وقبض اصابعه کلها، واشار باصبعه التی تلی الا بهام......) روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: (وبصنع رسول الله ﷺ ناخذ، وھو قول ابی حنیفه رحمه الله) ''ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر عمل کرتے ہیں، اور یہی امام ابوحنیفہ کا بھی قول ہے''۔ اور امام ابو یوسف نے بھی اپنی ''اَمالی'' میں اشارہ کرنے کا ذکر کیا ہے انھوں نے کہا کہ ''چھنگلی اور اس کے بعد والی

انگلی (خنصر وبنصر) کو بند کرلے، اور انگوٹھے اور بیچ والی انگلی کو ملا کر حلقہ بنائے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے"۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۰۲-۵۰۶) موطا امام محمد مع التعلیق الممجد ص ۱۰۸)

فائدہ:

حضرت میاں صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے از راہ اختصار "بعض کتب فقہ حنفیہ" لکھا ہے، ورنہ بہت سی کتب فقہ وفتاویٰ حنفیہ میں یہی اشارہ نہ کرنا مذکور ہے، چنانچہ "تنویر الابصار" (متن درمختار) میں ہے: "لا يشير بسبابته عند الشهادة وعليه الفتوىٰ"۔ یعنی تشہد میں سبابہ (انگشت شہادت) سے اشارہ نہ کرے، اور اسی پر فتوی ہے۔

اور صاحب درمختار کہتے ہیں: "ایسا ہی لکھا ہے عام کتب فتاوی الوالجیہ، تجنیس، عمدۃ المفتی وغیرہ میں بھی۔ (شامی ج ۱ ص ۲۴۱)

مولانا عبدالحی لکھنوی تحریر فرماتے ہیں: "سخت تعجب ہے کہ ہمارے بہت سے فقہاء واصحاب فتاویٰ جیسے صاحب الخلاصہ (فقیہ کیدانی) بزازیہ، فتاوی کبری، عتابیہ، غیاثیہ، والجیہ، تاتارخانیہ، عمدۃ المفتی، جامع المضمرات وغیرہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ تشہد میں اشارہ نہ کرنا مختار (اولی) ہے، بلکہ بعض نے اشارہ کرنے کو مکروہ اور بعض نے اسے حرام کہا ہے۔ (عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ ص ۱۷۰، التعلیق المجد ص ۱۰۹)

علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے کہ "انگلیوں کو مبسوط (کھلی) رکھنا، اور اشارہ نہ کرنا یہی مشہور فی المذہب قول ہے"۔ (شامی ج ۱ ص ۲۴۲)

اور جیسا کہ ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اس موضوع پر اپنی کتاب

"تزئین العبارہ بتحسین الاشارہ" میں اپنے زمانہ کا حال بیان کیا ہے کہ بلاد ماوراء النہر وخراسان وعراق وترکستان وافغانستان وہندوستان میں اکثر احناف نے اس کو ترک کردیا ہے، (بذل المجہود ج۲ ص۱۲۶) اس سلسلہ میں افغانی خوانین کی سختی اور تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنے والوں کے ساتھ ان کا تشدد معروف تھا۔

برصغیر ہند کے مجدد الف ثانی سید احمد سرہندی (متوفی ۱۰۳۴ھ) نے بھی اپنے مکتوبات میں اشارہ بالمسبحہ کی مشروعیت کا انکار کیا ہے اور مذکورہ احادیث صحیحہ کثیرہ کو خوامخواہ باہم مضطرب سمجھ کر ناقابل عمل قرار دیا ہے،(بذل المجہود ج۲ ص۱۲۶ او معاف السنن ج۳ ص۱۰۱)

اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مرزا مظہر جان جاناں نے اپنے بعض مکتوبات (مکتوب نمبر۴۰) میں یہ عذر (لنگ) پیش کیا ہے کہ مجدد صاحب کے زمانہ میں ہندوستان میں کتب حدیث مشتہر نہیں ہوئی تھیں (الدر المنضود شرح اردو سنن ابوداؤد از مولانا محمد عاقل صدر مدرس مظاہر علوم، سہارنپور ج۲ ص۳۶۸)

ان فقہاء وعلماء احناف کے اس موقف کی بنیاد درحقیقت یہ تھی کہ انھوں نے دیکھا کہ ظاہر الروایہ یعنی امام محمد کی کتاب الاصل وغیرہ میں تشہد میں اشارہ بالمسبحہ کا ذکر نہیں ہے، نہ اس کی نفی ہے نہ اس کا اثبات ہے، اس سے انھوں نے سمجھا کہ اصل مذہب حنفی میں اشارہ بالمسبحہ فی التشہد مشروع نہیں ہے۔

بہرحال ان فقہاء کا یہ موقف احادیث صحیحہ کے بھی خلاف تھا اور مذہب حنفی کے بھی خلاف تھا، اس لئے متقدمین ومتاخرین اکابر علمائے احناف رحمہم اللہ نے اس کی تردید کی اور اس موقف کے رد اور اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں مستقل رسالے لکھے،

اور جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا کہ امام ابوحنیفہ، امام محمد، اور امام ابویوسف کا قول ومذہب یہی ہے کہ تشہد میں اشارہ بالمسبحہ ثابت ہے اور سنت ہے، یہی اعیان مذہب حنفی اور اصحاب تالیف ابوجعفر ہندوانی، ابوبکر کاسانی، صاحب محیط، فقیہ برہانی، صاحب ظہیریہ، صاحب ذخیرہ، صاحب معراج الدرایہ، صاحب درمختار، ابن الہمام، عینی اور شامی وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشارہ کے ثبوت میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ''تزئین العبارۃ بتحسین الاشارہ'' دراصل یہ رسالہ خلاصہ کیدانی کے رد میں لکھا گیا ہے اس لئے کہ کیدانی فقیہ حنفی نے اپنی کتاب خلاصہ میں اشارہ بالسبابۃ کو حرام قرار دیا ہے، جس کی ملاعلی قاری نے اپنی تصنیف میں پرزور تردید فرمائی ہے، لکھا ہے کہ یہ کیدانی کی فاش غلطی ہے اور بہت بڑا جرم ہے، اور یہ قواعد اصول اور مراتب فروع سے جہالت کی دلیل ہے اور اگر اس کے ساتھ حسن ظن نہ رکھا جائے تو یہ صریح کفر کے دائرہ میں داخل ہے، اس لئے کہ کیا کسی مومن کے لئے یہ جائز ہے کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ سے تقریبا تواتر کے درجہ میں ثابت ہو، وہ اسے حرام بتلائے۔ (تفہیم المسلم جزء ۷ص ۵۵، فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۲ص ۱۶۸)

اس موضوع پر ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دوسرا رسالہ بھی ہے ''التدھین للتزئین'' ابن عابدین شامی کا بھی ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے ''رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشہد'' اس میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت کے ساتھ بطور خاص یہ بیان فرمایا ہے کہ اشارہ بالمسبحہ بسط الاصابع نہیں بلکہ بعقد الاصابع ہونا چاہئے، اس کے علاوہ اس موضوع پر مجدد الف ثانی کے صاحبزادگان مولانا محمد صادق، مولانا محمد سعید، نیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ مولانا محمد مظہر جان جاناں،

قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ علی متقی ہندی، وغیرہ کے بھی مستقل رسائل ہیں، جن میں اشارہ بالمسبحہ کو ثابت کیا گیا ہے، اور اس کی ہیئت وکیفیت بیان کی گئی ہے، مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے معارف السنن (۳/۹۷) میں ان رسائل کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس موضوع پر مجھے تقریباً تیس رسائل کا علم ہوا ہے جن میں سے متعدد مجھے دستیاب ہیں اور میرے مطالعہ میں آئے ہیں۔

(۲) اشارہ کی حکمت:

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کی حکمت جیسا کہ عبداللہ بن عباس اور خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہم سے مروی حدیثوں میں ہے خود رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اشارہ اور توحید کی شہادت دینا ہے۔ گویا زبان ودل کی شہادت کے ساتھ یہ انگلی کی شہادت ہے کہ اللہ ایک ہے۔ توحید کا یہ اشارہ، اور فعلی اقرار شیطان پر بہت گراں گزرتا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لھی اشد علی الشیطان من الحدید، یعنی السبابۃ (مشکوٰۃ/مسند احمد (۲/۱۱۹) مسند بزار (۵۶۳) بیہقی (۲/۱۳۲) یہ حدیث حسن ہے۔

یعنی تشہد میں انگشت شہادت کا اشارہ شیطان پر لوہے کے گرز سے بھی سخت ہے۔

مولانا صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح اور اشارہ کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: گویا بارگاہ رب الارباب میں بندہ دوزانوں بیٹھ کر اپنے قول وفعل سے اس کے وحدانیت کی صدق دل سے گواہی دیتا ہے اور شہادت کی نیت سے

انگلی کی تلوار بے نیام (یعنی کھڑی) ہوکر شیطان کو مجروح و مایوس کر دیتی ہے۔ (صلوٰۃ الرسول)

مسند حمیدی (۱۳۱/۱) اور مسند ابویعلی (۲۷۵/۲) میں عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث میں بسند صحیح یہ زیادتی منقول ہے کہ:

هي ندبة للشيطان، لا يسهو احد وهو يقول هكذا

یعنی یہ اشارہ شیطان کو زخمی کرنے کا ذریعہ ہے، جو ایسا کرتا ہے اسے سہو نہیں ہوگا (صفۃ صلوٰۃ النبی ص ۱۶۹)

امام حمیدی کہتے ہیں کہ مسلم بن ابی مریم کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے شام کے ایک گرجا میں انبیاء علیہم السلام کی تماثیل دیکھیں کہ وہ سب بحالت نماز اسی طرح (تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ) کئے ہوئے تھے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ ایک نادر فائدہ ہے اور شخص مذکور تک اس کی سند صحیح ہے'' (حوالہ مذکور) مگر شخص مذکور نامعلوم اور مجہول ہے۔

یہ اشارۂ توحید محتملِ تحریک نہیں ایک اہم نکتہ:

توحید اور وحدانیت یعنی واحد (اور ایک) کے بیان واظہار کے لئے جب ایک انگلی اٹھا کر ایک کی تعیین کا اشارہ کیا جاتا ہے تو طبعاً اس موقع پر انگلی کو حرکت نہیں دی جاتی بلکہ انگلی مرفوع ومنصوب اور ساکن رہتی ہے، معروف اور مشاہدہ یہی ہے البتہ ایک انگلی کے اشارہ سے کسی کو بلانا ہو یا بیٹھنے کے لئے کہنا ہو یا خطاب وتقریر کا موقع ہو تو بیشک مشاہدہ یہ ہے کہ یہ اشارہ انگلی کی حرکت کے ساتھ ہوتا ہے، اشارہ اور اشارہ میں فرق ہوتا ہے۔ ہر اشارہ متضمن تحریک یا محتمل تحریک نہیں ہوتا، اس لئے مذکورہ

احادیث اشارہ میں اشارہ کو بہر حال محتمل تحریک قرار دینا بظاہر مغالطہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان احادیث میں اشارہ جو بہر حال اشارۂ توحید ہے، واحد کی تعیین کے لئے ہے اس لئے یہ اشارہ محتمل تحریک نہیں ہے، بلکہ ان سب احادیث میں اشارۂ انگشت شہادت متضمن عدم تحریک ہے، ناظرین اس اہم نکتہ کو یاد رکھیں گے یہ اس رسالہ کی آخری بحث میں مفید ہوگا، وہاں مکرر اس کا ذکر تفصیل وتشریح کے ساتھ ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔ (ملاحظہ ہو ص ۴۸)

(۳) اشارہ کے وقت انگوٹھا اور انگلیوں کے قبض وعقد کی مختلف صورتیں:

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کے لئے انگوٹھا اور انگلیوں کے قبض وعقد کی رسول اللہ ﷺ سے مختلف صورتیں ثابت ہیں، یعنی آپ ﷺ کبھی کسی صورت وہیئت کو اختیار کرتے اور کبھی کسی صورت وہیئت کو، اس لئے ان میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے، سب سنت ہے، آپ ﷺ جب قعدۂ تشہد فرماتے تو داہنے ہاتھ کو داہنے گھٹنے اور ران کے جوڑ اور ملتقی پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے اور ران کے جوڑ پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے قبلہ کی طرف اٹھاتے، اور دیگر انگلیوں اور انگوٹھا کے قبض وعقد کی مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی صورت وہیئت ہوتی تھی:

ا۔ داہنے ہاتھ کی انگلیوں چھوٹی انگلی، اس کے بعد والی انگلی اور بیچ والی انگلی کو سمیٹ لیتے بند کر لیتے اور انگوٹھا کو بیچ والی انگلی کی پشت پر رکھتے اور انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے قبلہ کی جانب اٹھاتے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں مروی حدیث

عبداللہ بن الزبیر و حدیث عبداللہ بن عمر کے مجموعی سیاق سے معلوم ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہوں دوسری اور نوویں حدیثیں۔

۲۔ داہنے ہاتھ کی چھنگلی اور اس کے بغل والی انگلی (خنصر و بنصر) کو بند کر لیتے اور انگوٹھا کو موڑ کر اس کے سرے کو انگشت شہادت کی جڑ میں رکھتے یعنی ترپین کی گرہ لگاتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ یہ صحیح مسلم وغیرہ میں مروی حدیث عبداللہ بن عمر میں وارد ہے، ملاحظہ ہو آٹھویں حدیث۔

۳۔ داہنے ہاتھ کی خنصر و بنصر یعنی چھنگلی اور اس کے بغل والی انگلی کو بند کر لیتے اور انگوٹھے کے سرے اور درمیانی انگلی کے سرے کو ملا کر حلقہ و دائرہ بناتے، اور انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے، جیسا کہ سنن میں مروی حدیث وائل بن حجر میں وارد ہے، ملاحظہ ہو تیرہویں حدیث۔

بعض علماء نے عبداللہ بن الزبیر اور عبداللہ بن عمر کی حدیثوں میں مروی صورت کو دو الگ الگ صورت شمار کیا ہے، اس طرح انھوں نے قبض وعقد کی چار صورتیں بیان کی ہیں۔ لیکن غور کیجئے تو واضح ہو جائے گا کہ دونوں میں ایک ہی صورت مذکور ہے۔

اسی طرح بعض علماء نے ان احادیث مطلقہ کی بنا پر جن میں قبض وعقد اور تحلیق (حلقہ و دائرہ بنانے) کا ذکر نہیں ہے سمجھا ہے کہ بغیر قبض و تحلیق کے سب انگلیوں کو ران اور گھٹنے پر کھلی رکھا جائے اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا جائے۔ لیکن جمہور اہل علم نے ان احادیث مطلقہ کو احادیث مقیدہ بالقبض والتحلیق پر محمول کیا ہے، چنانچہ محدث مبارکپوری تحریر فرماتے ہیں: والظاهر ان تحمل هذه الاحاديث على الاحاديث التي فيها ذكر القبض (تحفہ ۱/۱۵۸) یعنی ظاہر یہ ہے کہ

احادیث مطلقہ کو ان احادیث پر محمول کیا جائے جن میں قبض وعقد کا ذکر ہے۔

☆ فقہائے مذاہب اربعہ نے مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی نے کسی صورت وہیئت کو اولیٰ کہا ہے، تو کسی نے کسی صورت کو مختار قرار دیا ہے، پھر ایک مذہب کے علماء کے درمیان بھی اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، اس لئے ان مختلف اقوال ومذاہب کی تفصیل سے قطع نظر کرتے ہوئے ہمیں یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جب یہ سب صورتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کسی ہیئت وصورت کو اختیار کرتے تھے کبھی کسی صورت پر عمل کرتے تھے، کسی ایک ہی صورت کی پابندی نہیں تھی اس لئے اتباع سنت کا تقاضا ہے کہ کہا جائے کہ اولیٰ اور مختار یہ ہے کہ مصلی کبھی کسی صورت پر عمل کرے، کبھی کسی ہیئت پر عمل کرے، اسے اختیار ہے جس صورت پر چاہے عمل کرے، کسی ایک خاص صورت کی پابندی اور التزام نہ کرے، سب صورتیں سنت ہیں۔

(۴) اشارہ کب سے کب تک:

تشہد میں اشارہ بالمسبحہ کے مباحث میں سے ایک بحث یہ ہے کہ اشارہ اور اس کے لئے قبض وتحلیق تشہد میں کب سے کب تک ہونا چاہئے، اس کا کوئی خاص وقت اور موقع ومحل ہے یا یہ ابتداء قعدۂ تشہد سے آخر قعدہ تک ہونا چاہئے؟ تو متعلقہ اکثر احادیث کے الفاظ اور سیاق سے جو ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ اشارہ ابتداء قعدہ ہی سے ہونا چاہئے اور آخر قعدہ تک اسے برقرار رہنا چاہئے، کیونکہ اکثر احادیث کا سیاق وبیان عموماً یوں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے قبض یا تحلیق کرتے اور انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے'' اس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قعدہ تشہد کا

طریقہ یہی تھا کہ آپ ﷺ بیٹھنے کے ساتھ ہی قبض وتحلیق اور انگشت شہادت سے اشارہ بھی کرتے تھے۔

اور کسی حدیث میں یہ وارد نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ تشہد میں فلاں مقام مثلاً کلمہ شہادت "اشھد ان لا إلـه الا اللـه" پر پہونچنے پر قبض وتحلیق اور اشارہ کرتے، ایسا کسی روایت میں مذکور نہیں ہے نہ احادیث نبویہ میں نہ آثار صحابہ میں نہ صحیح میں نہ ضعیف میں۔

اسی طرح متعلقہ احادیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ قبض واشارہ کا سلسلہ آخر قعدہ تک برقرار رہتا تھا، کیونکہ کسی حدیث میں اور کسی روایت میں یہ مذکور نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ انگشت شہادت کو اٹھانے کے لمحہ بعد یا کلمہ شہادت "اشھد ان لا إله الا اللـه" پڑھ لینے کے بعد گرا دیتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ آخر قعدہ تک انگشت شہادت کو اشارہ کے لئے مرفوع ومنصوب رکھتے تھے، اٹھائے رکھتے تھے، اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تب قبض وتحلیق بھی آخر قعدہ تک برقرار رہتا تھا، کیونکہ یہ ہیئت تو اشارہ ہی کے لئے اختیار کی جاتی تھی، اور جب اشارہ آخر قعدہ تک برقرار تو ہیئت بھی آخر قعدہ تک باقی وبرقرار۔

قبض واشارہ کا آخر قعدہ تک بقاء واستمرار دلیل استصحاب (بقاء الشی علی ما کان علیہ) سے بھی ثابت ہے، یعنی مثلاً یہاں ابتداء قعدہ میں قبض واشارہ کی ہیئت وکیفیت بہر حال ثابت ہے اور دوران قعدہ اس کے تغیر وتبدل کی کوئی دلیل نہیں ہے، سو وہی ہیئت وکیفیت آخر قعدہ تک برقرار رہے گی۔

آخر قعدہ تک اشارہ کے برقرار رہنے کی ایک واضح دلیل وہ حدیثیں ہیں جن میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ "کان یشیر باصبعہ اذا دعا" اور "یدعو بھا" ملاحظہ ہوں

احادیث (۶ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶) جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشہد میں دعا کرنے کے وقت بھی انگشت شہادت سے اشارہ برقرار رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ دعا آخر قعدہ تک کرتے رہتے تھے، تو اس سے اشارہ کا بھی آخر قعدہ تک باقی و برقرار رہنا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ امام طحاوی فرماتے ہیں: ''یدعو بھا'' کے لفظ میں اس بات کی دلیل ہے کہ اشارہ آخر صلوٰۃ تک ہوتا تھا'' نیز مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس لفظ کو آخر قعدہ تک اشارہ برقرار رہنے کی دلیل قرار دیا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۱۳) اور اسی پر مولانا مدنی کا عمل بھی تھا جیسا کہ آگے اس کی تصریح آرہی ہے۔

اکابر علمائے اہلحدیث کا موقف:

اس مسئلہ میں ہمارے اکابر علمائے اہل حدیث شیخ الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، صاحب عون المعبود مولانا محمد شمس الحق محدث عظیم آبادی، صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، صاحب مرعاۃ شرح مشکاۃ مولانا عبیداللہ رحمانی شیخ الحدیث مبارکپوری، مولانا محمد صادق سیالکوٹی اور علامہ محدث محمد ناصرالدین البانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحقیق اور فتویٰ بھی یہی ہے کہ تشہد میں اشارہ شروع قعدہ سے اخیر قعدہ تک ہونا چاہئے یہی سنت کے مطابق ہے۔ (ملاحظہ ہو، فتاویٰ نذیریہ (ج ۱ ص ۵۰۳ ـ ۵۰۶) عون المعبود (ج ۳ ص ۱۹۶) تحفۃ الاحوذی (ج ۲ ص ۱۵۹) مرعاۃ (ج ۱ ص ۶۶۱) صلوٰۃ الرسول مع القول المقبول (ص ۴۵۰) صفۃ صلاۃ النبی (ص ۱۶۹)

بعض اکابر علمائے احناف کا موقف:

ایک مستند حنفی عالم مولانا قاضی فرید پاشا آزاد (نائب قاضی شہر مظفر نگر) نے اس موضوع پر ایک مختصر رسالہ لکھا ہے "رفع سبابہ" اس میں صحیح مسلم اور سنن اربعہ سے چند احادیث مع ترجمہ و مختصر تشریح نقل کرنے کے بعد آخر میں خلاصہ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

"اب ہمیں یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ تشہد میں بیٹھتے ہی تمام انگلیاں بند کر کے شہادت کی انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے یعنی اٹھائے رکھے، اور سلام پھیرنے تک اٹھائے رکھے"

پھر چند سطر کے بعد لکھتے ہیں:

"حدیث سے جو ثابت ہے وہ یہی ہے کہ قعدہ میں بیٹھتے ہی جب تشہد (التحیات) شروع کرے تب ہی سے انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے اور اسے آخر تک برقرار رکھے"۔ (رسالہ رفع سبابہ ص ۱۴،۱۵)

قاضی صاحب نے اس رسالہ میں مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تعامل صاحبزادۂ گرامی مولانا اسعد مدنیؒ کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے:

"میں نے والد محترم حضرت شیخ الاسلام (مولانا مدنی) کو متعدد بار تشہد میں دیکھا کہ وہ انگوٹھے کے برابر والی انگلی (انگشت شہادت) کو آخر قعدہ تک اٹھائے رکھتے تھے" (ص ۱۴)

شیخ مشائخ دیوبند مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے:

"تشہد پر انگشت شہادت کو اٹھائے اور سلام تک اٹھائے رکھے" (فتاویٰ

رشیدیہ ص۳۱۲)

اور فقہاء حنفیہ نے جو یہ لکھا ہے اور اسی پر عوام وخواص کا عمل اور عام علماء کا فتویٰ ہے کہ انگشت شہادت "لا الٰہ" پر اٹھائیں اور "الا اللہ" پر رکھ دیں، تو جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا اور قاضی فرید پاشا نے بھی اپنے مذکورہ رسالہ میں لکھا ہے کہ حدیث وسنت سے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے (ص۱۴) "یہ فقہاء کا قول ہے، اخیر تک انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے"۔ (مفتی مولانا کفایت اللہ: کفایت المفتی ۳/۳۸۲)

اسی طرح شافعیہ وحنبلیہ کا جو مذہب بیان کیا جاتا ہے وہ بھی بے دلیل ہے، شافعیہ کا موقف یہ ہے کہ "الا اللہ" پر انگشت شہادت اٹھائی اور پھر رکھ لی جائے، اور حنبلیہ کے نزدیک تشہد میں جہاں جہاں لفظ جلالہ "اللہ" آئے انگشت شہادت اٹھائی جائے اور رکھ لی جائے، رفع واشارہ برقرار نہ رکھا جائے (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ص۲۶۵)

اس مسئلہ میں مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ اول قعدہ سے شروع کرے اور آخر قعدہ تک برقرار رکھے (الفقہ علی المذاہب)

رہا تشہد میں داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے قبض وعقد کا مسئلہ تو یہ فی الجملہ سب کے نزدیک شروع قعدہ سے آخر قعدہ تک علی حالہ باقی رہے گا، انگشت شہادت سے اشارہ کے وقت بھی اس کے بعد بھی (معارف السنن (۱/۱۰۵) بذل المجہود (۲/۱۲۸) فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی (۱/۲۰۳)

تنبیہ:

اگر کوئی کہے کہ علامہ امیر یمانی نے "سبل السلام شرح بلوغ المرام" (۱/۴۴۰) میں بیان کیا ہے کہ محل اشارہ "لا الٰہ الا اللہ" ہے، کیونکہ بیہقی کی ایک

روایت میں فعل نبوی سے ایسا مروی ہے"۔

تو حقیقت یہ ہے کہ یہ امیر یمانی کی غلط فہمی ہے کیونکہ بیہقی میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس میں یہ تصریح ہو کہ نبی ﷺ "لا الہ الا اللہ" پر انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے، بلکہ بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ ہے کہ نبی ﷺ جو تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے وہ اشارہ برائے اخلاص توحید تھا، یعنی اس حدیث میں اشارہ کی حکمت بیان ہوئی ہے، محل اشارہ نہیں بیان ہوا ہے، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو"مرعاۃ شرح مشکوٰۃ (۱/۶۶۲)

(۵) انگشت اشارہ کو حرکت دیتے رہنا یا غیر متحرک اور ساکن رکھنا:

یہ اس رسالہ کی آخری اور اہم بحث ہے، اور درحقیقت یہی بحث اس رسالہ کے ترتیب کی محرک اور باعث ہوئی ہے ادھر بعض بعض اہل حدیث مساجد میں تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ اور اس کو حرکت دینے کی طرح طرح کی صورتیں دیکھنے میں آرہی ہیں، چنانچہ بعض بعض نوجوان نمازی انگشت اشارہ کو اتنی اسپیڈ اور اتنی تیزی سے ہلاتے ہیں کہ وہ ایک تماشا کی صورت بن جاتی ہے۔ حالانکہ اسلام میں ہر کام میں اعتدال اور شائستگی کی تعلیم دی گئی ہے، مالکیہ جو انگشت اشارہ کو حرکت دینے کے قائل ہیں، وہ بھی یہ صراحت کرتے ہیں کہ "تحریکاً وسطاً" درمیانہ حرکت دے امام ابن القیم نے بھی تصریح فرمائی ہے، "یحرکھا شیئاً" انگلی کو تھوڑی حرکت دے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ (۱/۲۶۵) زاد المعاد (۱/۲۴۲)

اور بعض بعض مصلی تشہد میں انگشت شہادت کو برابر اٹھائے رکھنے کے

بجائے مسلسل انگلی کو اٹھاتے اور پوری گراتے رہتے ہیں، اور سمجھتے ہیں انگشت اشارہ کو حرکت دینے پر عمل کررہے ہیں۔ اور کسی کسی کو دیکھا جاتا کہ وہ حرکت دینے کے نام پر وقفہ وقفہ سے انگشت شہادت کو اٹھاتے ہیں اور فوراً ہی پوری انگلی بالکل گرادیتے ہیں۔ اور بعض عوام بلکہ خواص اور مولانا کو بھی دیکھا ہے کہ انگشت شہادت کو قبلہ رخ پورے طور پر اٹھانے کے بجائے اسے خمیدہ اور سرنگوں ہی رکھتے ہیں اور ہلاتے رہتے ہیں۔ گویا اٹھانا نہیں بس ہلانا ہی اصل سنت ہے، حالانکہ یہ سب صورتیں بالکل نادرست ہیں اور اس مسنون طریقہ کے بالکل خلاف ہیں جس کی تحقیق گزشتہ مبحث میں پیش کی گئی ہے، کہ انگشت اشارہ کو شروع قعدہ سے اخیر قعدہ تک قبلہ رخ مرفوع ومنصوب اور برابر اٹھائے رکھنا چاہئے۔

بہرحال تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے اسے حرکت دیتے رہنے یا اسے غیر متحرک اور ساکن رکھنے سے متعلق حدیثوں (۵ و۱۶) حدیث عبداللہ بن الزبیر وحدیث وائل بن حجر اور اس سے متعلق بحوث کو ناچیز نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنی بساط کی حد تک تفصیل سے اور ممکن حد تک غور سے پڑھنے اور بار بار پڑھنے کی کوشش کی ہے اور جس نتیجہ پر پہونچا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''چونکہ حدیث عدم تحریک یعنی حدیث عبداللہ بن الزبیر بھی صحیح ہے، اور اس کی تائید ان تمام احادیث سے بھی ہوتی ہے جن مین اشارہ کرنے کا تو ذکر ہے لیکن تحریک وعدم تحریک کی تصریح نہیں ہے، جیسا کہ حکمت اشارہ کی بحث میں اس کی تشریح گزرچکی ہے اور حدیث تحریک یعنی حدیث وائل بن حجر بھی ثابت وصحیح ہے، امام بیہقی نے حدیث وائل میں ''یحرکھا'' کی یہ تاویل کی ہے کہ تحریک سے مراد انگلی کو اٹھانا اور گرانا ہے وائل بن حجر نے اسی کو ''یحرکھا'' سے تعبیر کیا ہے۔ مگر یہ تاویل ظاہر کے

خلاف ہے، جیسا کہ بہ تفصیل بیان کیا جا چکا ہے کہ احادیث کا ظاہر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخر قعدہ تک انگلی اٹھائے رکھتے تھے، اٹھا کر فوراً گرا نہیں دیتے تھے کہ اسے تحریک کہا جائے۔ لہٰذا عدم تحریک و تحریک دونوں طریقہ ثابت اور صحیح ہے، کبھی ایک طریقہ پر عمل کیا جائے کبھی دوسرے طریقہ پر عمل کیا جائے، کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر دوسرے طریقہ کو متروک اور ناقابل عمل قرار دینے کے بجائے دونوں کے درمیان جمع و تطبیق کو ترجیح دی جائے اور دونوں کو تعدد احوال پر محمول کیا جائے کہ پیارے نبی ﷺ کبھی تشہد میں انگشت اشارہ کو حرکت بھی دیتے تھے جسے حضرت وائل بن حجر نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اور کبھی انگشت اشارہ کو غیر متحرک اور ساکن رکھتے تھے جسے عبداللہ بن الزبیر نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے، دونوں ہی پیارے نبی کی پیاری پیاری سنتیں ہیں دونوں پر عمل کیا جائے کبھی اس پر کبھی اس پر۔

الغرض مذکورہ دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے کہ دفع تعارض کے لئے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی صورت اختیار کی جائے، مذکورہ بالا طریقہ پر ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دینے میں کوئی تکلف بھی نہیں ہے، اور ایسی صورت میں "الإعمال اولیٰ من الإھمال" ایک معروف و مقبول اصول ہے جو ترجیح پر مقدم ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے خود اسی مسئلہ اشارہ میں قبض وعقدِ اصابع کی مختلف صورتیں اور ہیئتیں وارد ہیں، اور متعلقہ سب حدیثیں صحیح ہیں، اگر چہ اس میں بھی شبہ نہیں ہے کہ جو حدیث سنن کے ساتھ صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔ جیسے ابن الزبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی حدیثیں اور اس میں وارد ہیئت۔ وہ اس حدیث سے اصح ہے جو صرف سنن میں مروی ہے اور صحیح مسلم میں مروی نہیں ہے۔ جیسے حدیث وائل اور اس

میں وارد ہیئت۔(٦) بااین ہمہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے اور ترجیح دے کر راجح پر عمل کرنے اور مرجوح کو متروک قرار دینے کے بجائے ان احادیث کے درمیان جمع وتطبیق کو ترجیح دیتے ہوئے سب یہی کہتے ہیں کہ یہ تعدد احوال پر محمول ہے، نبی ﷺ کبھی کسی ہیئت کو اختیار کرتے کبھی کسی دوسرے طریقہ پر عمل کرتے تاکہ امت کے لئے وسعت وسہولت رہے، تنگی نہ ہو۔

تو یہی موقف انگشت اشارہ کو حرکت دینے اور حرکت نہ دینے کے مسئلہ میں بھی اولیٰ ہے کیونکہ دونوں سے متعلق حدیث وارد ہے، اور ان شاء اللہ دونوں صحیح ہے، اگرچہ بعض اہل علم وتحقیق نے ''یحرکھا'' (تحریک) جو حدیث وائل میں ہے، اور ''لایحرکھا'' (عدم تحریک) جو حدیث ابن الزبیر میں ہے، دونوں کو شاذ قرار دیا ہے اور بعض اہل علم وتحقیق نے صرف ''لایحرکھا'' کو شاذ قرار دیا ہے، لیکن جیسا کہ آئندہ تحقیق سے معلوم ہوگا یہ دونوں موقف محل نظر ہے۔ بالخصوص دوسرا موقف۔

عدم تحریک کا ثبوت:

● تشہد میں انگشت اشارہ کو ساکن رکھنے اور حرکت نہ دینے کے ثبوت کے لئے پہلی دلیل تو وہ سب احادیث صحیحہ ہیں جن میں انگشت شہادت سے مطلق اشارہ کرنے کا ذکر تو ہے لیکن انگلی کو حرکت دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور جیسا کہ اشارۂ تشہد کی حکمت کی بحث میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ اشارہ ظاہر ہے اشارہ برائے توحید ہے، جو عدم تحریک کو متضمن ہے اس لئے یہ سب احادیث عدم تحریک پر دلالت کرتی ہیں، اس کی توضیح حکمت اشارہ کی بحث میں گذر چکی ہے، وہاں اسے ضرور مکرر پڑھ لیا

---

(٦) چنانچہ امام بیہقی نے حدیث وائل کو روایت کرنے کے بعد کہا ہے: ونحن نجیزہ، ونختار ما روینا فی حدیث ابن عمر ثم ما روینا فی حدیث ابن الزبیر لثبوت خبرهما وقوة سندهما

جائے، مزید تشریح و تمثیل آئندہ بھی (ص ۴۸ پر) آرہی ہے۔

● تشہد میں انگشت اشارہ کو حرکت نہ دینے بلکہ ساکن رکھنے کی دوسری صریح دلیل عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے جو پہلے نمبر ۵ و ۶ میں گزر چکی ہے، اسے یہاں دوبارہ بسندہ ومتنہ ذکر کیا جاتا ہے:

(الف) عن ابن جريج قال اخبرني زياد عن محمد بن عجلان عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن عبدالله بن الزبير ان النبي ﷺ كان يشير باصبعه اذا دعا ولا يحركها۔ (سنن النسائی ۱۲۷۰، سنن ابوداؤد ۹۸۹) حسن صحیح

(ب) قال ابن جريج وزاد عمرو بن دينار قال اخبرني عامر بن عبدالله بن الزبير عن ابيه انه رأى النبي ﷺ يدعو كذلك، ويتحامل بيده اليسرى على رجله اليسرى۔ (سنن النسائی ۱۲۷۰، سنن ابوداؤد ۹۸۹) صحیح

اور سنن کبری بیہقی (۱۳۲/۲) میں ہے:

قال ابن جريج و رأيت عمرو بن دينار قال اخبرنيّ عامر عن ابيه انه رأى النبي ﷺ يدعو كذلك ويتحامل النبي ﷺ بيده اليسرى على رجله اليسرى على فخذه۔

ابن جریج نے کہا مجھے خبر دی زیاد نے انھوں نے روایت کیا محمد بن عجلان سے انھوں نے روایت کیا عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے انھوں نے روایت کیا عبداللہ بن الزبیر سے، عبداللہ بن الزبیر نے کہا کہ نبی ﷺ اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے جب دعا کرتے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے"۔

"ابن جریج نے کہا زیادہ کیا عمرو بن دینار نے کہا خبر دی مجھے عامر (بن عبداللہ بن الزبیر) نے انھوں نے روایت کیا اپنے والد (عبداللہ بن الزبیر) سے کہ

انھوں نے (یعنی عبداللہ بن الزبیر نے) دیکھا نبی ﷺ کو دعا کرتے ہوئے (یعنی اشارہ کرتے ہوئے) اسی طرح اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں پیر (یعنی گھٹنے اور ران پر) مضبوطی سے رکھتے تھے۔

روایت (ب) میں یہ فقرہ کہ ''کہا ابن جریج نے کہ زیادہ کیا عمرو بن دینار نے'' قابل توجہ ہے، اس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ عمرو بن دینار نے بھی۔ جو بلند پایہ ثقات میں سے ہیں۔ یہ حدیث بلفظ مذکور (الف)...... لایحرکھا، روایت کی ہے، مزید برآں ان کی روایت میں یہ بھی ہے ویتحامل بیدہ...... الخ

اسی طرح عمرو بن دینار کی روایت کے لفظ ''یدعو کذلک'' سے بھی ''لایحرکھا'' کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ اس کا بھی معنی یہی ہے کہ عمرو بن دینار نے بھی محمد بن عجلان کی طرح یہی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا و اشارہ کرتے اسی طرح انگلی کو حرکت دیئے بغیر چنانچہ بذل المجہود شرح ابوداؤد (۲/۱۲۷) میں اس لفظ کی یہی تشریح کی گئی ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے، اور یہی ظاہر بھی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حدیث عبداللہ بن الزبیر میں بوقت اشارہ انگشت شہادت کو حرکت نہ دینے کی بات نہ صرف محمد بن عجلان کی روایت میں ہے بلکہ عمرو بن دینار کی روایت میں بھی ہے، عامر بن عبداللہ سے اسے دونوں نے روایت کیا ہے، محمد بن عجلان اس کو روایت کرنے میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ بلند پایہ ثقہ (عمرو بن دینار) نے ان کی متابعت کی ہے، بلکہ عمرو بن دینار کی روایت بجائے خود ایک مستقل حدیث ہے، اور اس طرح عدم تحریک کی ایک مستقل کافی وافی دلیل ہے۔

نیز اسی معنی کی تائید ان سب احادیث صحیحہ کثیرہ سے بھی ہوتی ہے جن میں انگشت شہادت کو حرکت دینے یا نہ دینے کی تصریح کے بغیر مطلق اشارہ کا ذکر ہے کیونکہ

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ جو اخلاص و توحید کے لئے ہے وہ تحریک کا محتمل نہیں ہے، بلکہ عدم تحریک کو متضمن ہے، جیسا کہ تشریح مکرر گذر چکی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عبداللہ بن الزبیر کی حدیث میں لفظ ''لا یحرکھا'' کے روایت کرنے میں محمد بن عجلان کو منفرد سمجھ کر اس لفظ کو شاذ یا منکر قرار دینا محل نظر ہے، حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ بن الزبیر کی حدیث میں یہ لفظ محفوظ ہے امام نووی نے اس کو صحیح کہا ہے (مرعاۃ ۱/۶۶۲) اور امام بیہقی کے نزدیک بھی وہ صحیح ہے، حدیث وائل بلفظ ''یحرکھا'' اور حدیث ابن الزبیر بلفظ ''لا یحرکھا'' کے درمیان امام بیہقی کی جمع و تطبیق یا تاویل کو علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی دلیل قرار دیا ہے کہ حدیث وائل بن حجر امام بیہقی کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ''التاویل فرع التصحیح'' تو ٹھیک اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام بیہقی کے نزدیک حدیث ابن الزبیر بھی صحیح ہے، ورنہ وہ تاویل و تطبیق کے درپے کیوں ہوتے اسے ضعیف کہہ کر نا قابل عمل قرار دے دیتے۔

عمرو بن دینار بلند پایہ ثقات میں سے ہیں، امام سفیان بن عیینہ نے کہا: کان ثقة ثقة ثقة ثبتا کثیر الحدیث"۔ وکان شعبه لا یقدم احدا علی عمرو بن دینار (تہذیب)

اور محمد بن عجلان بھی ثقہ، متوسط فی الحفظ، اور حسن الحدیث ہیں، صاحب صلاح و تقویٰ اور اہل فتویٰ ہیں۔ (تہذیب) وہ رجال مسلم سے بھی ہیں، امام مسلم نے صحیح میں ان سے متابعۃً حدیث روایت کی ہے، ان پر کوئی ایسا کلام نہیں ہے جو ان کی ثقاہت کے لئے مضر ہو اور انھیں ساقط الاحتجاج قرار دے دے، زیادہ سے زیادہ ان پر جو کلام ہے وہ یہ ہے کہ احادیث ابو ہریرہ میں ان کو اختلاط ہو گیا تھا، متعدد ائمہ

حدیث ابن حبان وغیرہ نے محمد بن عجلان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، امام حاکم نے بھی ان کے طریق سے مروی بہت سی حدیثوں پر صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے اور حافظ ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

محدث العصر علامہ البانی کی سلسلہ الاحادیث الصحیحہ اور سلسلہ الاحادیث الضعیفہ میں محمد بن عجلان کا بار بار تذکرہ آیا ہے، چند مقامات سے علامہ موصوف کا کلام ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

الصحيحه (١/٣٥٦/١٨٣): اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم...... عن ابن عجلان عن سعيد المقبرى عن ابى هريرة مرفوعاً...... وقال الترمذى حديث حسن، قلت: واسناده جيد رجاله كلهم ثقات، وفى ابن عجلان، واسمه محمد، كلام يسير لا يضر الاحتجاج بحديثه۔

الضعيفه (١/٢٥٢/١٢٨): ...... قلت محمد بن عجلان ثقة حسن الحديث فلا يعل بمثله هذا الحديث۔

الصحيحه (١/١١٢/٤٥): انما بعثت لاتمم مكارم الاخلاق...... من طريق ابن عجلان عن القعقاع بن حكيم عن ابى صالح عن ابى هريرة مرفوعاً ...... وهذا اسناد حسن، وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم ووافقه الذهبى، وابن عجلان انما اخرج له مسلم مقرونا بغيره۔

الصحيحه (٢/٦٦/٥٢٩): (حديث من المستدرك للحاكم) ...... عن ابن عجلان ...... قال الحاكم صحيح الاسناد ووافقه الذهبى......

قلت واسناده حسن وفی محمد بن عجلان کلام لایضر ان شاء الله۔

الصحيحه (٢/٥٦٢/٨٩٦) : ...... عن عبدالله بن عياش القتبانی عن ابن عجلان ...... قلت هذا اسناد جيد، ورجاله کلهم ثقات معروفون وفی ابن عياش وابن عجلان کلام لاينزل حديثهما عن رتبه الحسن، ان شاء الله۔

الصحيحه (٣/٢٧٩/١٢٧) : ...... عن ابن عجلان عن المقبری...... قلت وهذا اسناد حسن رجالهم کلهم ثقات رجال الصحيح وفی بعضهم کلام لاينزل حديثهم عن درجة الحسن، ۔

الصحيحه (٧/١١٥١/٣٤٢١): ...... يحيى عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج...... وهذا اسناد جيد رجاله رجال الشيخين، الا ابن عجلان اخرج له البخاری تعليقا ومسلم متابعةً۔

الصحيحه (٧/١٥٩٦/٣٦٠١): ...... ابن عجلان حسن الحديث کما تقدم مراراً۔

بہر حال یہ مسلم ہے کہ محمد بن عجلان اوساط ثقات میں سے ہیں ثقہ ہیں، اس لئے اگر وہ حدیث ابن الزبیر میں ''لایحرکھا'' کی زیادتی میں منفرد ہوتے جب بھی وہ مقبول ہوتی، چہ جائیکہ ایک دوسرے بلند پایہ ثقہ نے ان کی متابعت بھی کی ہے۔ اور عامر بن عبداللہ سے روایت کرنے والے دو ثقہ نے جو اس زیادتی کے بغیر یہ حدیث روایت کی ہے، محمد بن عجلان کی زیادتی ان کی روایت کے خلاف بھی نہیں ہے، کیونکہ یہاں مطلق اشارہ بجائے خود بھی عدم تحریک کو متضمن ہے، تو عدم تحریک کی تصریح ان روایات کے خلاف نہیں ہے جن میں مطلق اشارہ کا ذکر ہے۔

اسی سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ محمد بن عجلان کے بعض اصحاب کی ان سے روایت میں مطلق اشارہ کا ذکر اور بعض اصحاب کی روایت میں عدم تحریک۔ لایحرکھا۔ کی تصریح دونوں میں موافقت ہے، ان میں کوئی اختلاف وتعارض نہیں ہے، بعض میں ضمناً عدم تحریک کا ذکر ہے، اور بعض میں صراحتاً۔

نیز حدیث وائل میں جو بطریق عاصم بن کلیب مروی ہے اور جسے عاصم سے ان کے کوئی دس بارہ اصحاب نے روایت کیا ہے، اور ان میں صرف ایک زائدہ نے "یحرکھا" کی زیادتی کے ساتھ اسے روایت کیا ہے، باقی کسی نے اس لفظ "یحرکھا" کا ذکر نہیں کیا ہے، نہ اس لفظ کی دیگر روایات سے جن میں مطلق اشارہ کا ذکر ہے تائید ہی ہوتی ہے، بلکہ جیسا کہ بار بار بیان کیا گیا ان روایات مطلقہ سے عدم تحریک کی تائید ہوتی ہے، اس کے باوجود اس زیادتی کو محفوظ کہا جاتا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرنے پر زور دیا جاتا ہے، تو پھر تنہا محمد بن عجلان کی زیادتی ہی کو کیوں غیر محفوظ اور نا قابل عمل قرار دیا جائے، حالانکہ وہ بھی بہر حال ثقہ ہیں، دونوں کو قبول کیا جائے اور دونوں پر عمل کیا جائے جیسا کہ شروع بحث میں بیان کیا گیا۔

تحریک کا ثبوت:

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کے ساتھ اسے حرکت دینے کی دلیل وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

عن وائل قال قلت لانظرن الی صلوة رسول الله ﷺ کیف یصلی، فنظرت الیه، فوصف، قال: ثم قعد و افترش رجله الیسری ووضع کفه الیسری علی فخذه ورکبته الیسری وجعل حد مرفقه الایمن علی

فخذه اليمنى، ثم قبض ثنتين من اصابعه وحلق حلقة ثم رفع اصبعه، فرأيته يحركها يدعو بها۔

(نسائی ۸۸۹ و ۱۲۶۸، مسند احمد ۳۱۸/۴، صحیح ابن خزیمہ ۷۱۴، صحیح ابن حبان ۵۷ ۷، بیہقی ۱۳۲/۲، منتقی ابن الجارود ۲۰۸)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں، چنانچہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے قعدۂ تشہد کیا تو اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ران اور اپنے بائیں گھٹنے پر رکھا، اور دائیں ہاتھ کی کہنی داہنی ران پر رکھی، پھر (داہنے ہاتھ کی) انگلیوں میں سے دو انگلیوں (چھنگلی اور اس کے پاس والی انگلی) کو بند کرلیا، اور (انگوٹھا اور بیچ والی انگلی سے) حلقہ ودائرہ بنایا، پھر انگشت شہادت کو اٹھایا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا انگشت شہادت کو حرکت دیتے ہوئے، اس سے دعا کرتے ہوئے۔

علامہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

علمائے حدیث نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے اور اسے قبول کیا ہے۔ ابن الملقن نے بھی اسے صحیح کہا ہے امام بیہقی امام نووی وغیرہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعلیق علی المشکوٰۃ ص ۲۲۷، تمام المنۃ ص ۲۱۹) خود علامہ موصوف کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے۔

علامہ موصوف نے انگشت اشارہ کو حرکت نہ دینے سے متعلق حدیث عبداللہ بن الزبیر کو شاذ و ناقابل عمل قرار دیا ہے (جو محل نظر ہے اور اس پر نقد و تبصرہ گذشتہ سطور میں ہو چکا ہے) موصوف نے اس مسئلہ میں حدیث وائل ہی کو مقبول اور قابل عمل قرار

دیا ہے، اور اسی بنا پر وہ انگشت اشارہ کو حرکت دینے ہی کو بہر حال مسنون طریقہ قرار دیتے ہیں۔

دوسری طرف شیخ کے اس موقف کی تردید میں متعدد علماء نے مستقل رسائل لکھے ہیں اور حدیث وائل میں لفظ ''فرأيتہ يحركها'' (حرکت دینے کو) شاذ اور نا قابل عمل قرار دیا ہے۔ اور حرکت نہ دینے ہی کو ثابت اور مسنون طریقہ بتایا ہے۔

ان رسائل میں سے کوئی، افسوس کہ بوقت تحریر ہذا، مجھے دستیاب نہیں ہے، ان میں سے ایک رسالہ کسی یمنی فاضل کا ہے، رسالہ کا نام ہے ''البشارة في شذوذ تحريك الاصبع وثبوت الاشارة'' اس کا ذکر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تمام المنہ'' میں کیا ہے، اور اس کی اس ناحیہ سے بڑی تعریف کی ہے کہ مولف نے احادیث اشارہ، خصوصا روایات کثیرہ مرویہ عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل کی تخریج میں بڑے بسط وتوسع سے کام لیا ہے اور مصادر ومراجع کا اجزاء وصفحات کی نشاندہی کے ساتھ تفصیلی حوالہ دیا ہے، اس نیک عمل پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں مولف کے لئے اجر وثواب کی امید ہے۔

بہر حال رسالہ دستیاب ہوتا تو مولف کے استدلال کی نوعیت معلوم ہوتی اور اس کا تفصیل سے ذکر کیا جاتا، تاہم علامہ البانی نے ''تمام المنہ'' میں جو اس رسالہ کے اصل استدلال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اس سے فاضل مولف کی جو تقریر استدلال معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے:

> ''وائل بن حجر کی حدیث کے ایک بنیادی راوی عاصم بن کلیب ہیں، اور اس حدیث کو عاصم سے ثقات کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے لیکن تنہا ایک راوی زائدہ بن قدامہ کے علاوہ اصحاب عاصم میں سے اور کسی نے اس

حدیث میں لفظ "فرأیتہ یحر کھا" کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے زائدہ اس کی زیادتی میں منفرد ہیں، اور وہ زیادتی بقیہ اصحاب عاصم کی روایات نیز دیگر تمام صحابہ کی احادیث کے خلاف ہے، کیونکہ ان میں صرف اشارہ کرنے کا ذکر ہے حرکت دینے کا کسی روایت اور کسی حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے وائل بن حجر کی حدیث میں لفظ "یحر کھا" شاذ اور نا قابل عمل ہے"۔

زائدہ کا اس لفظ "فرأیتہ یحر کھا" کی زیادتی میں منفرد ہونا علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بہر حال تسلیم ہے۔ بہ طریق عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل مروی روایات میں ایک روایت میں جو بہ طریق عبدالرزاق عن سفیان ثوری عن عاصم، مصنف عبدالرزاق (۲/۶۸/۲۸۲۲) میں اور عبدالرزاق کے واسطہ سے مسند احمد (۴/۳۱۷) اور معجم کبیر طبرانی (۲۲/۳۴/۸۱) میں مروی ہے، اس میں ازراہ وہم راوی "اشار بسبابتہ" کے بعد "ثم سجد" درآیا ہے، اور اس وہم پر ادھر کچھ لوگوں کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ جلسہ بین السجدتین میں بھی انگشت شہادت سے اشارہ کرنا ثابت ہے اور وہ اس پر عمل کرنے لگے ہیں۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مدلل تردید فرمائی ہے، اور اس بحث میں ان اصحاب عاصم کی نشاندہی فرمائی ہے جنھوں نے زیر بحث حدیث کو اپنے شیخ عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ لفظ "ثم سجد" نہیں ہے اور اس طرح اس لفظ کے شاذ اور نا قابل عمل ہونے کو ثابت کیا ہے۔ شیخ نے "تمام المنہ (ص ۲۱۵-۲۱۶) میں کوئی دس اصحاب عاصم کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں:

زائد بن قدامہ	ابوالاحوص (سلام بن سلیم)
سفیان بن عیینہ	خالد
سفیان ثوری	زہیر بن معاویہ

بشر بن المفضل　　　　موسیٰ بن کثیر

شعبہ　　　　ابوعوانہ

عاصم بن کلیب سے اس حدیث کو روایت کرنے والے ان کے اصحاب میں مزید عبداللہ بن ادریس (ترمذی، ابن ماجہ) (۷)

اور عبدالواحد (مسند احمد) بھی ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ثقات کی اس جماعت نے (ایک زائدہ کے علاوہ سب نے) اپنے شیخ عاصم بن کلیب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے انگشت شہادت سے فقط اشارہ کرنے کا ذکر کیا ہے، اسے حرکت دینے ۔فرأیته یحر کھا۔ کا ذکر کسی نے نہیں کیا ہے، یہ زیادتی ان سب ثقات کی روایات کے خلاف ہے۔ اس

(۷) علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الصحیحہ" (۵۵۲/۷) میں اس موضوع پر مکرر لکھتے ہوئے بعض معاصرین کا رد فرمایا ہے اور اس بنا پر انھیں تمویہ و مغالطہ دہی کا طعنہ دیا ہے کہ انھوں نے زائدہ بن قدامہ کے خلاف روایت کرنے والے اصحاب عاصم میں ابن ماجہ (۹۱۲) کے حوالہ سے عبداللہ بن ادریس کا بھی ذکر کیا ہے، علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ادریس کو زائدہ کے مخالفین میں شمار کرنا درست نہیں کیونکہ عبداللہ بن ادریس کی روایت میں "اشارہ" کا مطلق ذکر ہی نہیں ہے۔

علامہ موصوف کا یہ دعویٰ محل نظر معلوم ہوتا ہے، ابن ماجہ سے حدیث زیر بحث (۹۱۲) باسنادہ ومتنہ بعینہ نقل کیجاتی ہے:

"حدثنا علی بن محمد قال حدثنا عبداللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر قال: رأیت النبی ﷺ قد حلق الابھام والوسطی ورفع التی تلیھما، یدعو بھا فی التشھد۔

ظاہر ہے کہ یہاں رفع بمعنی اشار ہے دونوں ہم معنی ہیں، ابن ماجہ نے اس حدیث کو "باب الاشارہ فی التشھد" ہی میں روایت کیا ہے۔ نیز زہیر بن معاویہ کو علامہ موصوف بھی زائدہ کے مخالفین میں تسلیم کرتے ہیں، اور ان کی روایت کے الفاظ بھی موصوف نے یہ نقل کیا ہے: "ثم رأیتہ یقول ھکذا ورفع زھیر باصبعہ المسبحہ"۔ پھر ابن خزیمہ نے صحیح (۷۱۳/۳۵۳/۱) میں بشر بن المفضل اور عبداللہ بن ادریس سے مشترکہ روایت کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ثم حلق وجعل یشیر بالسباحۃ یدعو۔

لئے یہ زیادتی قابل قبول نہیں شاذ ہے۔

اس دلیل واستدلال میں یقیناً وزن ہے، چونکہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس زیادتی یعنی "فرأیته یحر کها یدعو بها" کو بہرحال ثابت ومحفوظ قرار دیتے ہیں اس لئے انھوں نے اس استدلال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، دو جواب دیا ہے۔

پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے:

علماء اس حدیث کو اس زیادتی کے ساتھ بھی صحیح سمجھتے رہے ہیں، کسی نے اس کو ضعیف اور شاذ نہیں کہا ہے، حتی کہ ان علماء نے بھی نہیں جو اس پر عمل کے قائل نہیں ہیں، جیسے امام بیہقی امام نووی وغیرہ۔

جواب اہل علم کے سامنے ہے، یہ جواب علامہ البانی کے معروف ومختار منہج "العلم لا یقبل الجمود" کے مطابق قوی نہیں معلوم ہوتا۔ علامہ موصوف کی تحقیقات میں متعدد ایسی مثالیں مل سکتی ہیں کہ وہ کسی حدیث یا کسی مسئلہ کی اہل علم کے خلاف تحقیق، تصحیح وتضعیف کرتے ہیں اور بطور تحدیث نعمت کہتے ہیں: کم ترک الاول للآخر" معاملہ دلیل اور دلیل کی اتباع کرنے کا ہے علامہ موصوف کو زائدہ بن قدامہ کا تفرد بہرحال تسلیم ہی ہے اور اس تفرد میں کوئی شبہ بھی نہیں ہے۔

امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح (۱/۲۹۲) میں صراحت فرمائی ہے:

"لیس فی شئ من الاخبار "ویحر کها" الا فی هذا الخبر، زائدة ذکره" (۸)

(۸) صحیح ابن خزیمہ (۱/۲۹۲) تحقیق ابو عبدالرحمن عادل بن سعد، مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ - بیروت۔ ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی کی تحقیق اور علامہ البانی کے مراجعہ سے شائع شدہ "صحیح ابن خزیمہ" میں "زائدة ذکره" کے بجائے "زائد ذکره" ہے، شیخ عادل نے لکھا ہے کہ یہ خطا ہے اصل مخطوطہ میں بھی "زائدة" واضح ہے، شیخ عادل نے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ ڈاکٹر مصطفی اعظمی صاحب کے شائع کردہ نسخہ میں اس طرح کی غلطیاں نیز سقطات بہت ہیں شیخ نے مقدمہ میں اس کی متعدد مثالیں پیش کی ہیں۔ اس لئے علمی حزم واحتیاط کا تقاضا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ کا یہ جدید تحقیق شدہ ایڈیشن بھی تحقیق وحوالہ کے وقت ضرور پیش نظر رکھنے کی کوشش کی جائے۔

علامہ البانی نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ زائدہ بن قدامہ کی روایت میں ”فرأیته یحرکها“ کی زیادتی ثقات کی روایت کے خلاف نہیں ہے، یعنی اس لئے زائدہ کے تفرد کے باوجود وہ شاذ نہیں ہے، ثقات کی روایات میں اگرچہ ”یحرکھا“ نہیں ہے، لیکن ان میں تحریک کی نفی نہیں ہے، کہ لفظ ”یحرکھا“ کی زیادتی ان کے خلاف ہو، کیونکہ مطلق اشارہ تحریک اور عدم تحریک دونوں کا محتمل ہے، اور جب مطلق اشارہ محتمل تحریک بھی ہے تو کسی روایت میں تحریک کی تصریح اور زیادتی مطلق اشارہ کے خلاف نہیں ہے، علامہ البانی نے اشارہ کے محتمل تحریک بلکہ مشتمل تحریک ہونے کو مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح اور ثابت قرار دیا ہے، تحریر فرماتے ہیں:

”مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی دور کھڑے آدمی کو اپنے پاس آنے کا اپنے ہاتھ یا انگلی سے اشارہ کرے، یا ان لوگوں کو جو اس کے لئے کھڑے ہیں بیٹھنے کا اشارہ کرے اور اس اشارہ کرنے کو بیان کیا جائے تو کوئی یہ نہیں سمجھے گا کہ یہ اشارہ ہاتھ یا انگلی کی تحریک کے بغیر تھا۔ اس کی بہترین مثال ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے پیش کرتے ہیں (رسول اللہ ﷺ جب پیر میں موچ آ جانے اور بعض دیگر وجوہ سے بالا خانہ میں خلوت نشین تھے، صحابہ کرام آپ کی عیادت کے لئے گئے، نماز کا وقت ہو گیا) آپ نے عذر کی بنا پر نماز بیٹھ کر شروع کی، صحابہ نے آپ کی اقتداء میں کھڑے پڑھنی چاہی، تو آپ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ (بخاری و مسلم وغیرہ)

اب ظاہر ہے کہ ہر صاحب عقل یہی سمجھے گا کہ آپ ﷺ کا اشارہ محض رفع ید کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ مقترن بالتحریک رہا ہوگا، آپ نے ہاتھ کو حرکت بھی دی ہوگی، اسی طرح زیر بحث روایات میں ہمیں سمجھنا چاہئے کہ فقط اشارہ کا ذکر بھی تحریک کو متضمن ہے، اس لئے جن روایات میں تحریک کی تصریح ہے وہ ان روایات کے

خلاف نہیں ہے" (تمام المنہ ص ۲۱۹)

گزشتہ صفحات میں حکمت اشارہ کی بحث میں علامہ البانی کی مذکورہ تقریر استدلال پر مختصر نقد وتبصرہ کیا جاچکا ہے، جس میں واضح کردیا گیا ہے کہ زیر بحث احادیث میں اشارہ محتمل تحریک نہیں ہے، بلکہ عدم تحریک کو متضمن ہے، اس لئے کسی ایک روایت میں ثقات کی ایک جماعت کے برخلاف "یحرکھا" کی زیادتی ان تمام روایات کثیرہ واحادیث صحیحہ کے بظاہر خلاف ہے جن میں انگشت شہادت سے مطلق اشارہ کا ذکر ہے اسے حرکت دینے کا ذکر نہیں ہے۔

حکمت اشارہ کی بحث میں بیان کیا گیا ہے کہ اشارہ اور اشارہ میں فرق ہوتا ہے، ہر اشارہ متضمن تحریک یا محتمل تحریک نہیں ہوتا، توحید ووحدانیت یعنی واحد کے بیان واظہار کے لئے جب ایک انگلی اٹھا کر ایک کی تعیین کے لئے اشارہ کیا جائے تو طبعاً ایسے موقع پر انگلی متحرک نہیں ہوتی، بلکہ وہ مرفوع ومنصوب اور ساکن رہتی ہے، معروف اور مشاہدہ یہی ہے۔

مثال کے طور پر آپ سے کچھ دوری پر چند آدمی کھڑے ہوں ان میں سے کسی ایک کو بلانا مقصود ہو، آپ نے آواز دی، ان پر واضح نہیں ہوا کہ آپ سب کو بلا رہے ہیں یا کسی ایک کو، انھوں نے ایک انگلی اٹھا کر جاننا چاہا، ایک کو؟ آپ نے ایک انگلی اٹھا کر اشارہ کردیا ایک! اب کون کہہ سکتا ہے کہ ایک کی تعیین کے لئے اس موقع پر جو ایک انگلی اٹھائی جاتی ہے وہ متحرک ہوتی ہے، ہرگز متحرک نہیں ہوتی۔ طبعی ہے اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ ایسے موقع پر اشارہ کی انگلی ساکن غیر متحرک ہوتی ہے۔

مشہور حدیث ہے، ایک صحابی نے اپنی لونڈی کو آزاد کرنا چاہا ان کی والدہ نے ایک مومنہ لونڈی آزاد کرنے کی وصیت کی تھی۔ نبی ﷺ سے عرض کیا، آنحضرت

نے اس لونڈی کو بلوایا اور اس سے دریافت کیا اللہ کہاں ہے؟ این اللہ؟ لونڈی نے انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کردیا۔ فاشارت الی السماء باصبعها السبابة۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس سے دریافت کیا میں کون ہوں؟ من اَنا؟ اس لونڈی نے اپنی انگشت شہادت سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اور آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں) آنحضرت نے صحابی سے فرمایا اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے (الصحیحہ ۷/۴۵۸، ابوداؤد ۳۲۸۴، مسند احمد ۲/۲۹۱)۔

بالکل ظاہر ہے کہ یہاں اشارۂ انگشت تو ہے لیکن تحریک انگشت نہیں ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ لونڈی نے آسمان کی طرف جو انگلی سے اشارہ کیا تو وہ اسے حرکت بھی دے رہی تھی، ایسا کوئی نہیں سمجھے گا، یہاں مطلق اشارہ تحریک کو قطعی متضمن نہیں ہے۔

البتہ ہاتھ یا انگلی کے اشارہ سے کسی کو بلانا ہو، یا کسی کو بیٹھنے کے لئے کہنا ہو یا خطاب کا موقع ہو تو بے شک مشاہدہ یہ ہے کہ یہ اشارہ حرکت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی لئے میں نے کہا کہ اشارہ اشارہ میں فرق ہوتا ہے، ہر اشارہ متضمن تحریک یا محتمل تحریک نہیں ہوتا اس لئے مذکورہ تمام احادیث میں مطلق اشارہ جو بہر حال اشارۂ توحید ہے وحدانیت کے بیان و اظہار کے لئے ہے، یہ اشارہ محتمل تحریک نہیں ہے، بلکہ ان سب حدیثوں میں اشارہ عدم تحریک کو متضمن ہے۔

اور جو صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ میں انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے، اور ایک ضعیف حدیث میں یہ بھی ہے کہ اسے حرکت دیتے تھے (صحیح ابن خزیمہ ۲/۳۵۱) تو ظاہر اور متبادر یہ ہے کہ یہ اشارہ، اشارۂ خطاب ہے، لوگوں کو خطاب کرنے کا ایک اسلوب ہے، یہ اشارۂ توحید نہیں ہے، اس لئے زیر بحث مسئلہ میں اس سے استدلال بے محل ہے۔

بہر حال محدث البانی رحمۃ اللہ علیہ نے تشہد میں انگشت اشارہ کے حرکت دینے کو ثابت اور مشروع ومسنون قرار دینے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ''عبداللہ بن الزبیر کی حدیث میں اگر''لایحرکھا'' ثابت ہو تو پھر اس پر بھی اور حدیث وائل بن حجر بلفظ''یحرکھا'' پر بھی یعنی دونوں پر عمل ممکن ہے، اور دونوں میں جمع وتطبیق کی صورت یہ ہے کہ کہا جائے کہ نبی ﷺ تشہد میں انگشت اشارہ کو کبھی حرکت دیتے تھے اور کبھی حرکت نہیں دیتے تھے ساکن رکھتے تھے۔ (تمام المنہ ص ۲۱۷) درحقیقت یہی صحیح اور مبنی براعتدال موقف ہے۔ مولانا صادق سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں: انگلی کو رفع کے دوران ہلانا بھی درست ہے، اور نہ ہلانا بھی درست ہے، انگلی کو کبھی کبھی ہلانا بھی چاہئے تاکہ نبی ﷺ کی ہلانے کی سنت پاک پر عمل ہوتا رہے، اور سنت زندہ رہے (صلوٰۃ الرسول مع القول المقبول ص۱۸۲)

اور ہم نے گذشتہ بحث میں حدیث عبداللہ بن الزبیر میں لفظ''لایحرکھا'' کا ثبوت اور اس کی صحت ثابت اور محقق کردی ہے، فالحمد للہ، اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ دونوں میں کوئی اختلاف وتعارض ہی نہیں ہے جیسا کہ خود علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ تسلیم ہے کہ دونوں میں درحقیقت تعارض نہیں ہے دونوں میں جمع وتطبیق اور دونوں پر عمل ممکن ہے، تو پھر ایک کو دوسرے پر وجوہ ترجیح میں سے کسی وجہ مثلا نفی واثبات کی بنا پر دفع تعارض کے لئے ترجیح دینے اور راجح ومرجوح قرار دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ ''الاعمال اولی من الاھمال'' کے معروف اصول پر عمل اولی ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عبداللہ بن الزبیر کی حدیث میں ''لایحرکھا'' اور حدیث وائل میں لفظ''یحرکھا'' کے ثبوت وشذوذ سے متعلق گذشتہ مباحث کو بنظر عدل وانصاف دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ ''لایحرکھا'' (عدم تحریک) کا ثبوت اور اس

کی صحت ''سحر کھا'' (تحریک) کے ثبوت وصحت سے اقوی ہے، اس لئے ترجیح کی صورت اختیار کرنی ہوتو ظاہر ہے کہ ترجیح اقوی (قوی تر) کو ہوگی، نفی واثبات کی بنا پر ترجیح اور "المثبت مقدم علی النافی" کا نمبر ذرا بعد میں آتا ہے۔

مولف "البشــارة ......" نے جو وائل بن حجر کی حدیث میں ''سحر کھا'' اور ابن الزبیر کی حدیث میں ''لا یحر کھا'' دونوں کو شاذ قرار دیا ہے تو اس کا حاصل بھی یہ ہے کہ انگشت اشارہ کو حرکت دینا ثابت نہیں ہے، اور جب تحریک ثابت نہیں ہے تو عدم تحریک برقرار ہے جو تشہد میں مطلق اشارہ کی احادیث کا مفاد ہے۔

مذاہب اربعہ:

معروف یہی ہے کہ حنفیہ، شافعیہ نیز حنبلیہ کے نزدیک تشہد میں انگشت اشارہ کو حرکت دینا نہیں ہے، اور امام ابن حاجب مالکی (متوفی ۶۴۶ھ) نے اپنی مختصر میں لکھا ہے کہ امام مالک کا مشہور مذہب عدم تحریک ہے، اسی طرح قاضی ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے جامع ترمذی کی شرح عارضۃ الاحوذی (۸۵/۲) میں تحریر فرمایا ہے: وایاکم تحریك الاصابع فی التشهد، ولا تلتفتوا الی روایة العتبیه فانها بلیة" تشہد میں تحریک اصابع سے پرہیز کرو......تحریک سے متعلق ''العتبیہ'' کتاب کی روایت قابل التفات نہیں ہے'' بہر حال مالکیہ کے نزدیک معروف یہ ہے کہ انگشت اشارہ کو حرکت دینا ہے، لیکن درمیانی قسم کی حرکت نہ کہ بہت تیز رفتار، نیز دائیں بائیں نہ کہ اوپر نیچے، چنانچہ ''الفقه علی المذاهب الاربعه" (۲۶۵/۱) میں ہے:

المـالكية: ......"وان يحرك السبابة دائما يمينا وشمالا، تحريكا وسطاً"۔

اور "الفقہ الاسلامی للزحیلی (۲/۹۰۲) میں ہے:...... یمینا وشمالا، لا لجهة فوق وتحت۔

مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ صورت تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ وتحریک کے ظاہر ومتبادر معنی کے خلاف ہے، ظاہر ومتبادر اور اثبات توحید کے موافق صورت یہ ہے کہ تحریک کی صورت اختیار کی جائے تو انگشت اشارہ کو نیچے اوپر حرکت دی جائے نہ کہ دائیں بائیں، واللہ اعلم بالصواب

فائدہ، نگاہ اشارہ پر ہو:

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (نمبر۴) میں اشارہ سے متعلق یہ لفظ "ولا یجاوز بصره اشارته" اور عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث (نمبر۱۱) میں یہ لفظ "اشار باصبعه...... الی القبله ورمی ببصره الیها" سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلی کی نگاہ بوقت اشارہ، اشارہ یعنی انگشت اشارہ پر مرکوز ہو، اکثر علماء نے یہی بیان کیا ہے، بعض علماء نے حدیث مذکور کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اشارہ کے وقت نگاہ بجانب قبلہ ہو، بلفظ دیگر سجدگاہ پر ہو جیسا کہ اکثر حالات صلوٰۃ میں ہونی چاہئے، گویا انھوں نے "رمی ببصره الیها" میں ضمیر الیہا کا مرجع قبلہ قرار دیا ہے۔

تنبیہ: انگشت اشارہ کا ذرا خمیدہ ہونا؟

بیسویں حدیث یعنی حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انگشت اشارہ کو ذرا خمیدہ جھکی ہوئی رکھتے، (وقد احناها شيئاً) مگر یہ لفظ جیسا کہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے محقق فرمایا ہے:

ضعیف اور منکر ہے، کیونکہ یہ صرف اسی روایت میں ہے اور یہ روایت بہ

طریق مالک بن نمیر عن ابیہ مروی ہے، اور مالک بن نمیر گرچہ صحابی زادہ ہیں لیکن ان کے حالات معلوم نہیں کہ وہ ثقہ ہیں کہ نہیں، یعنی وہ مجہول ہیں جیسا کہ ابن القطان اور حافظ ذہبی وغیرہ نے صراحت کی ہے اور وہ اس لفظ کو روایت کرنے میں منفرد ہیں ان کے والد نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے یہ لفظ اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے۔ (تمام المنہ ص۲۲۲) پھر یہ دوسری صحیح حدیثوں میں وارد لفظ ''نصب'' اور ''اشار باصبعہ...... فی القبلہ'' کے بظاہر خلاف بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ھذا آخر ما اردت ایرادہ فی ھذہ العجالۃ وللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ وصلی الہ علی النبی محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

محفوظ الرحمن فیضی

مئوناتھ بھنجن

۲۴ر جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ

۱۶ر مئی ۲۰۱۲ء

9795252620

استدراک

(۱) امام ابن حزم اپنی کتاب ''محلی'' میں فرماتے ہیں:

''ونستحب ان یشیر المصلی اذا جلس للتشھد باصبعه ولا یحرکھا......''یعنی ہم مستحب سمجھتے ہیں کہ مصلی جب تشہد میں بیٹھے تو اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور اسے حرکت نہ دے''۔ (محلی ۱۵۱/۴،مسئلہ ۴۶۰)

(۲) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''صفۃ صلاۃ النبی (ص ۱۷۰) میں ''مسائل الامام احمد لابن ھانی'' کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا کہ ''ھل یشیر الرجل باصبعه فی الصلوٰۃ؟'' کیا مصلی اپنی انگلی سے نماز میں اشارہ کرے؟ تو انھوں نے کہا ''نعم شدیداً'' ہاں شدید اشارہ!

امام احمد کے اس کلام میں انگلی سے اشارہ،شدید وقوی اشارہ کی بات تو ہے جس کا معنی یہ ہے کہ انگلی مضبوطی سے پورے طور پر قبلہ کی جانب اٹھی ہوئی ہو،ڈھیلی اور جھکی ہوئی نہ ہو۔لیکن انگلی کو حرکت دینے کی بات نہیں کہی ہے،امام صاحب کے کلام میں ''شدیداً'' سے تحریک مراد لینا محل نظر ہے۔

مولف ایک نظر میں

نام ونسب: محفوظ الرحمٰن فیضی بن حاجی منظور الحسنؒ بن حاجی حافظ ثناء اللہؒ

ولادت: ۱۹۴۶ء، مئوناتھ بھنجن، یو۔پی

تعلیم: ابتدائیہ تا ثانویہ جامعہ عالیہ عربیہ، مئو/ عالمیت وفضیلت جامعہ فیض عام، مئو

تکمیل وفراغت: از جامعہ فیض عام۔ ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء

تدریسی سلسلہ: جامعہ فیض عام میں از ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء بحیثیت مدرس درجات عربیہ تا ۱۹۸۲ء، واز ۱۹۸۲ء وبحیثیت صدر مدرس از ۱۹۸۲ء تا ریٹائرمنٹ جون ۲۰۰۸ء

بعض تصانیف وتراجم:

◆ ثنائیات موطا الامام مالکؒ (عربی)۔ ◆ زیورات میں زکوٰۃ ◆ تذکرہ مولانا محمد احمد ناظم صاحب جامعہ فیض عام۔ ◆ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں دومتضاد نظریئے۔ ◆ مسئلہ امام مہدی آخرالزماں ◆ قبروں پر مساجد اور اسلام (ترجمہ) ◆ اتباع سنت اور تقلید ائمہ اربعہ کی نظر میں (ترجمہ) ◆ سنت فجر کے احکام ومسائل (ترجمہ) ◆ یتیم پوتے کی وراثت ومجوبیت ◆ ہبہ وعطیہ میں اولاد کے درمیان عدل ◆ آدم وحواء علیہما السلام کے متعلق تین اہم علمی مسائل ◆ صف بندی کا مسنون طریقہ وصل نہ کہ فصل ◆ قومہ میں ارسال یدین نہ کہ وضع یدین ◆ دین ومذہب اور کمیونزم ◆ خلیج کی خطرناک صورت حال (بموقع حملۂ عراق برکویت) ◆ مبادی اصول حدیث ◆ مبادی عروض وقوافی ◆ نماز نبوی وغیرہ ◆ استدراکات العلامۃ الالبانی علی الامام حاکم فی مستدرکہ وعلی الحافظ الذہبی فی تلخیصہ (عربی) زیر تسوید، سہل اللہ اتمامہ) ◆ تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ اور اس کی ہیئت وکیفیت۔

ہے مشق قلم جاری کچہری کی مصیبت بھی اک طرفہ تماشا ہے فیضی کی طبیعت بھی

اعوذ باللہ من جهد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

PRINT ART Delhi- Ph. 23634222